تسہیل المواعظ

از مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہیؒ



پاکیزہ زندگی

بعد نظر اصلاحی حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ

محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

اس تسہیل المواعظ کے متعلق حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

احقر کا مشورہ ہے کہ مثل بہشتی زیور کے کوئی گھر خالی نہ رہنا چاہئے اس کا نفع گھر والوں کی درستی میں بہت جلد آنکھوں سے نظر آجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ناشر:

الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

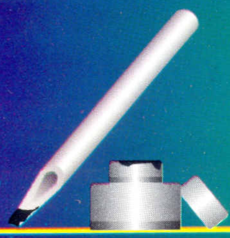
کراچی ○ لاہور ○ اسلام آباد ○ پشاور ○ بہاولنگر ○ بنوں

لاہور آفس: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائداعظم، لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 6373310- فیکس: 042-6370371

نقل ارشاداتِ مُرشد میکنم
آنچہ مردم میکنند بوزینہ ہم
اصل کی برکت سے لیکن کیا عجب
نقل میں بھی ہو وہی فیضِ اتم



مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

پاکیزہ زندگی

از

مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہی رحمۃ اللہ

اصلاحی نظر

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہ

ناشر:
الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل
کراچی ○ لاہور ○ اسلام آباد ○ پشاور ○ بہاولنگر ○ بنوا

سلسلہ نشرواشاعت 146

نام وعظ ــــــــــــــــــ پاکیزہ زندگی

از ــــــــــــ مولانا انوارالحق صاحب مرحوم امروہی رحمۃ اللہ علیہ

اصلاحی نظر ــــــ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ

تیسرا ایڈیشن ــــــــــ رمضان المبارک 1421 ہجری

ناشر ــــــــــــــــ الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل

ملنے کے پتے

مواعظ کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائداعظم، لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 6373310-فیکس: 042-6370371

انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: 54920
فون: 042-6861584, 042-6551774

نگرانِ اشاعت

ڈاکٹر عبدالمقیم

خلیفہ مجاز:
عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

32 راجپوت بلاک نفیر آباد، باغبان پورہ لاہور ☎: 6861584-6551774

فہرست

پاکیزہ زندگی

منتخب از حیوٰۃ طیبہ وعظ چہارم دعوات عبدیت جلد دوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا - اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ ۱۴، رکوع ۱۹، سورہ نحل آیت ۹۷)

ترجمہ: جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت لیکن ہو مومن پس بے شک ہم اُس کو پاکیزہ زندگی بخشدیں گے اور بے شک ہم ان کو ثواب دیں گے

بسبب ان کے اچھے کاموں کے اس آیۃ کے متعلق یہ مضمون ہیں

دُنیا میں کوئی طلب سے خالی نہیں

اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو دو بڑی بھاری نعمتیں بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ان کے حاصل کرنے کا طریقہ بھی بتلایا ہے اور وہ دونوں نعمتیں ایسی ہیں کہ ساری دنیا ان کی طلب گار ہے اور ان کے حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے مگر وہ سوائے نیکوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتیں اور حاصل بھی اسی طریقہ سے ہوتی ہیں جو اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے۔ سُنئے وہ دونوں نعمتیں یہ ہیں "مزہ دار زندگی اور آخرت کا ثواب یعنی ہمیشہ کا آرام" تمام دنیا ان کو حاصل کرنا چاہتی ہے اور طرح طرح کی کوششیں کرتی ہے مگر نہیں پاسکتی ہے۔ کوئی مال طلب کرتا ہے کوئی عزت چاہتا ہے کوئی اولاد کی خواہش رکھتا ہے کوئی مکانات کا شوق رکھتا ہے کسی کو باغ لگانے کی حرص ہے۔ مگر غرض سب کی یہی ہے کہ ہمیشہ کا آرام اور مزہ دار زندگی نصیب ہو جائے اگرچہ طریقے تلاش کرنے کے ہر ایک نے جدا جدا اختیار کیے ہیں۔

مطلب سب کا ایک ہے

لیکن مقصود سب کا ایک ہے جیسے کہ کوئی بزاز ہے کوئی بقال اور کوئی لکھنؤ میں سوداگری کرتا ہے کوئی کلکتہ میں کوئی بمبئی میں لیکن مقصود سب کا ایک ہے۔ یعنی نفع پانا کسی نے سمجھا کہ لکھنؤ میں اچکن اچھی ہوتی ہے اس میں نفع خوب ہو گا پس وہ لکھنؤ جا پہنچا کسی نے یہ خیال کیا کہ کلکتہ میں تجارت سے بہت فائدہ ہو گا وہ کلکتہ پہنچ گیا۔

لذت اور راحت حاصل کرنے میں رائیں مختلف ہیں

غرض کہ مقصود سب کا ایک ہے لیکن اس کے طریقے ہر ایک نے جُدا جُدا اختیار کر لیے ہیں پس

خوب ظاہر ہو گیا کہ مقصود سب کا یہی ہے کہ مزہ دار زندگی اور ہمیشہ کا آرام نصیب ہو لیکن ہر ایک نے اپنی رائے سے اس کے حاصل کرنے کا جُدا جُدا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔

راحت صرف ایک طریقہ سے حاصل ہو سکتی ہے

مگر وہ تو اسی طریقہ سے حاصل ہو سکتی ہیں جو اللہ تعالٰی نے سکھلایا ہے یعنی سچے عقیدے اور اچھے کام کرنا پس بغیر ان کے اختیار کیے ہوئے کسی طرح یہ مقصود حاصل ہو ہی نہیں سکتا یہ ایک ایسا دعوٰی ہے کہ اگر ہم اس کی سچائی کا تجربہ نہ بھی کرتے تب بھی ہم کو بلا کھٹکے مان لینا چاہیے تھا کیونکہ یہ فیصلہ ایسی ذات کا کیا ہوا ہے کہ جس کا فیصلہ غلط ہو ہی نہیں سکتا مگر ہم کو تو تجربہ سے بھی اس کی سچائی اس درجہ روشن ہو گئی ہے کہ اس میں کسی کو شبہ ہی نہیں رہ سکتا کیونکہ دُنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک تو نیک کام کرنے والے اور خوش عقیدہ لوگ ہیں اور یہ اللہ تعالٰی کی اطاعت کرنے والے اور دیندار لوگ ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو نافرمانی کرتے ہیں اور یہ دنیا دار لوگ ہیں اب دیکھ لیجئے کہ ان میں سے چین وآرام میں کون لوگ ہیں۔

دُنیا داروں کو کبھی راحت نصیب نہیں ہوتی

ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ دنیا دار ہر وقت پریشانی میں ہیں کسی وقت ان کو چین نہیں بخلاف دیندار اور پرہیز گاروں کے کہ وہ جس حالت میں ہیں شاید ہر شخص کہے کہ میں دیندار ہوں اس لیے کہ نماز پڑھتا ہوں روزہ رکھتا ہوں اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص کہے کہ فلاں آدمی بہت خوب صورت ہے کیونکہ اس کے رخسار ایسے ہیں اور آنکھیں ایسی ہیں ایک شخص نے دُور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ میاں نکٹے ہیں تو ان کا سارا حسن وجمال اس ناک کے نہ ہونے سے مٹ گیا اور سمجھدار

لوگ کبھی اس کو حسین خوب صورت نہ کہیں گے ایسے ہی ہم لوگوں کا دین ہے کہ چار باتیں اسلام کی لے کر سمجھتے ہیں کہ ہم دیندار ہیں تو ایسے دینداروں کی نسبت یہ وعدہ نہیں بلکہ اگر کوئی پورا دیندار ہو ایمان اور عمل اس کا کامل ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ مزہ دار زندگی اور ہمیشہ کا آرام اس کو بخش دیا جاتا ہے کبھی اس کے پاس تک پریشانی نہیں آتی۔

صرف نماز روزہ کے پابند ہونے سے پورا دیندار نہیں ہوتا

اور پورا دیندار صرف ظاہر کے درست کرنے سے نہیں ہوتا کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے پابند ہو گئے اور پورے دیندار بن گئے خواہ عادتیں کیسی ہی ہوں تو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا شخص بھی پورا دیندار نہیں ہے پورا دیندار وہ شخص ہے جس کا ظاہر اور باطن دونوں درست ہو گئے ہوں مَیں قسمیہ کہتا ہوں کہ ہم میں جو لوگ دیندار کہلاتے ہیں ان میں سے بہت لوگوں کی یہ حالت ہے کہ زبانیں ان کی شکر سے زیادہ میٹھی ہوتی ہیں اور دل ان کے بھیڑیوں کے سے ہوتے ہیں نماز کے بھی جماعت سے پابند ہیں روزہ کا بھی بہت خیال ہے داڑھی بھی بڑھاتی ہے نیچا کرتہ ہے غرض یہ کہ ظاہر بالکل شرع کے مُوافق ہے لیکن عادات کو دیکھا جائے تو دل میں غرور، خود پسندی، کینہ، غصہ وغیرہ کی بلائیں موجود ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ دل میں ان کے غرور ہے اور وہ آپ کو بہت بڑا خاکسار صاحبِ تواضع سمجھتے ہیں حالانکہ وہ تواضع کی حقیقت بھی نہیں جانتے جیسے کہ ایک شخص کا قصہ ہے کہ وہ کریما پڑھتے تھے اس میں تواضع کا بیان آیا استاد نے پوچھا کہ تواضع جانتے ہو کس کو کہتے ہیں کہنے لگے کہ تواضع یہی ہے کہ کوئی اپنے گھر آئے اس کو حقہ پان دے دیا اس کو کھانا کھلا دیا اس کی آؤ بھگت کر لی آج کل بڑے بڑے سمجھدار تواضع کی حقیقت اسی قدر سمجھے ہُوئے ہیں جو اور زیادہ سمجھدار ہیں وہ جانتے ہیں کہ تواضع یہ ہے

کہ ہر ایک کے سامنے نرمی سے پیش آوے۔ صاحبو! تواضع یہ نہیں ہے نہ ایسے شخص کو صاحب تواضع کہہ سکتے ہیں اگر کوئی کہے بھی تو اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی نقال کسی تحصیلدار کی نقل کرے اس کو کوئی بے وقوف تحصیلدار سمجھنے لگے۔ تواضع حقیقت میں یہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں اپنے نفس کو سب سے کم سمجھے ایسے لوگ دُنیا میں بہت کم ہیں ہاں ایسے تو بہت ہیں کہ زبان سے اپنے کو بُرا کہتے ہیں لیکن دل میں اپنے کو بُرا نہیں سمجھتے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جب وہ اپنے کو بُرا بتلادیں اور کہیں کہ میں بہت بڑا نالائق ہوں اگر کوئی کہدے کہ ہاں صاحب آپ بڑے نالائق ہیں پھر دیکھتے کہ ان کی کیا حالت ہوتی ہے سُنکر تلملا ہی توجائیں گے۔ وضع داری سے چاہے چُپ ہو رہیں مگر دل میں تو یہ آئے گا کہ اس کو کھاجائیں ہاں اگر دل میں ذرا بُرا نہ مانیں تو واقعی ان کے اندر تواضع ہے۔ خلاصہ یہ کہ پورا دیندار وہ ہے۔ جس کا ظاہر اور باطن دونوں درست ہوں اور یہ جبھی ہوسکتا ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قدم بقدم رہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ بے شک تم لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ایک عمدہ نمونہ ہے (جس کی پیروی کی جاوے) مطلب یہ ہے کہ جو کام تمھارے میں ہیں ان میں ایسے بن جاؤ جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں سمجھو کہ اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو ہمارے پاس ایک نمونہ بھیجدیا ہے اور فرمادیا ہے کہ ایسے بن جاؤ اپنے عادات کھانا پینا سونا بیٹھا اُٹھنا چلنا پھرنا طرز انداز چال ڈھال ایسا ہو جیسا ہمارے محبوبؐ کا بس اب آپ غور کرلیجئے کہ اگر ایک بات کی بھی کمی ہُوئی تو ہم نمونہ کے موافق نہ ہُوئے اس کی ایسی مثال ہے کہ درزی سے ہم کو ایک اچکن سلوانا منظور ہے ہم نے نمونہ کے واسطے ایک اچکن بھیجدیا کہ ایسا ہی سی لاؤ اب بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آستین اس قدر ہوں سلائی اس طرح کی ہو اس قدر نیچا ہو وہ سی کر لایا دیکھا تو اس کے موافق ہے لیکن ایک آستین

بڑھی ہوئی ہے تو اس درزی سے کہا جاوے گا کہ ظالم تیرے پاس ہم نے نمونہ بھیج دیا تھا پھر بھی تو نے اس کے موافق نہ سیا اور اس اچکن کو نمونہ کے موافق نہ کہا جاوئے گا بلکہ وہ اچکن درزی کے منہ پر ماریں گے اور اس کو سزا دیں گے تو صاحبو! جب ہم حاکم حقیقی کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور ہماری نماز ایسی نہ ہوگی جیسی حضورؐ کی تھی وضع لباس طرز انداز ایسا نہ ہوگا جیسا کہ حضورؐ کا تھا تو کچھ عجب نہیں کہ نکال دیئے جاویں۔ اللہ پاک اس سے ہمیں بچاتے رکھیں اور اپنے حبیبؐ کے گروہ میں ہم کو اٹھائیں۔ اس پر ایک حکایت یاد آئی کہ جب عالمگیر بادشاہ ہوئے تو شاہی قاعدہ کے موافق ہر ایک کو انعام دیا۔ بہروپیے بھی آئے لیکن عالمگیر ایک مولوی آدمی تھے اس لیے ان کو دینا ناجائز سمجھا مگر صاف منع بھی نہ کر سکے اس لیے مناسب سمجھا کہ کسی عمدہ حیلہ سے ان کو ٹال دیا جاوے پس کہا کہ جب ایسی شکل میں آؤ گے کہ ہم تمہیں پہچان نہ سکیں اس وقت انعام دیں گے دو طرح کی شکلیں بدل کر آئے مگر عالمگیر نے پہچان لیا۔ لیکن جب ملک دکن کے فتح کرنے کے لیے عالمگیر نے سفر کیا تو عالمگیر کا سفر میں یہ طریقہ تھا کہ راستہ میں جس صاحب کمال کو سنتے تھے اس سے جا کر ملتے تھے ایک مقام پر سنا کہ یہاں ایک درویش بڑے باکمال ہیں اوّل وزیر کو ملنے کے لیے بھیجا وزیر نے ہر طرح ان کو جانچا وہ ہر بات میں پورے اترے۔ آکر عالمگیر سے بہت تعریف کی اور کہا کہ ان کو تکلیف دینا بے ادبی ہے آپ خود تشریف لے جا کر ان سے ملیے عالمگیر خود گئے اور مل کر بہت خوش ہوئے اور رخصت ہوتے وقت ایک توڑہ (تھیلا) اشرفیوں کا پیش کیا درویش نے ایک لات ماری اور کہا کہ مجھ کو بھی اپنی طرح دنیا دار سمجھتا ہے عالمگیر پر اس کا بہت اثر ہوا اور اس توڑہ (تھیلے) کو اٹھا لیا اور وہاں سے چلے راہ میں وزیر سے دیر تک اس درویش کا ذکر رہا جب لشکر میں پہنچے تو سامنے سے دیکھا کہ وہ بزرگ بھی تشریف لا رہے ہیں اور بادشاہ کو جھک کر سلام

کیا اور انعام مانگا عالمگیر حیرت میں ہو گئے اور غور کر کے پہچانا تو وہ بہروپیہ تھا پس اس کو کچھ انعام دیا اور پوچھا کہ میں نے مان لیا کہ تو بہت بڑا ہوشیار ہے مگر یہ بتلا کہ اس کی کیا وجہ کہ اس وقت بہت سارو پیہ لینا تو نے قبول نہ کیا اور اب اس سے بہت کم روپیہ ہنسی خوشی لے لیا اس نے کہا کہ جو نقل میں نے کی تھی وہ لینا اس نقل کے خلاف تھا اس لیے نہیں لیا تو صاحبو ہم لوگ تو اس نقال سے بھی گئے گذرے ہوئے ہم سے تو نقل بھی دین کی نہیں ہوتی۔

بزرگ صرف ظاہر اور باطن کے درست کرنے سے ہوتا ہے

حاصل یہ کہ دیندار کامل تو وہ ہے جس کا ظاہر بھی دیندار ہو اور باطن بھی دیندار ہو ظاہری تو نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کا پابند ہونا اور باطنی یہ کہ اچھی عادتیں حاصل کرے جیسے کہ شکر اور صبر کرنا اور خدائے تعالےٰ سے ہر حال میں راضی رہنا وغیرہ وغیرہ اور بری عادتوں سے بچا رہے جیسے کہ غرور، کینہ، حسد وغیرہ اور بزرگی صرف اسی کا نام ہے کہ ظاہر اور باطن کو دُرُست کرے۔

آج کل کشف و کرامت کا نام بزرگی ہو گیا ہے

آج کل تو درویشی اور بزرگی اس کا نام ہو گیا ہے کہ پوشیدہ چیزیں نظر آنے لگیں اور کرامت بھی ظاہر ہونے لگے مجھ کو ایک پیر جی صاحب پر بہت تعجب ہوا انہوں نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ میاں تم بہت دنوں سے ذکر شغل کرتے ہو اور اللہ کے نام کی تسبیحیں پڑھتے ہو کچھ نظر بھی آتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے تو کچھ بھی نہیں نظر آتا تو ہنس کر فرمایا کہ خیر بھائی ثواب جمع کیے جاؤ۔ آہ افسوس ہے کہ ان پیر جی صاحب نے ثواب کی کچھ بھی قدر نہ کی جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضامندی

کو چھوڑ کر کشف و کرامت کو ڈھونڈے اور چاہے کہ مجھ کو کچھ غیب کی باتیں معلوم ہونے لگیں اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے وزارت کو چھوڑ کر گھاس کھودنے لگے کیونکہ پوشیدہ باتیں معلوم ہو جانا کچھ کمال نہیں۔ کمال تو یہ ہے کہ ظاہر اور باطن موافق شریعت کے ہو پس ایسے شخص کے لیے میں دعوٰی کر کے کہتا ہوں کہ اس کو مزہ دار زندگی ضرور نصیب ہو گی اور کسی قسم کی پریشانی اس کو نہ ہو گی اگر کوئی کہے کہ ہم تو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور سنتے آئے ہیں کہ اکثر اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہیں پھر مزہ دار زندگی کہاں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بے شک صحیح ہے کہ ان حضرات کو مصیبتوں اور بلاؤں کا سامنا رہتا ہے بلکہ اوروں سے زیادہ۔

بزرگوں کو مصیبتوں میں بھی مزہ آتا ہے

لیکن ان کو ان مصیبتوں میں بھی مزہ آتا ہے اور جس کا نام پریشانی ہے وہ نہیں ہوتی۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کسی پر عاشق ہو جائے اور محبوب اس سے مدتوں سے نہ ملا ہو اور وہ اس کی یاد میں گھلتا ہو ایک روز اچانک محبوب آ پہنچا اور آ کر لپٹ گیا اور اس کو خوب دبایا اور اس قدر دبایا کہ پسلیاں ٹوٹنے لگیں اگر وہ سچا عاشق ہے تو واللہ اس کو اس قدر خوشی ہو گی کہ تمام دنیا کے مال و دولت سے بڑھ کر اس کو سمجھے گا اور کہے گا کہ یہ تو وہ شخص ہے جس کے واسطے تمام عمر کھو دی اور مال و دولت آبرو اس پر نثار کر دیتے بلکہ اگر محبوب کہے بھی کہ اگر تکلیف ہو تو چھوڑ دوں تو کہے گا کہ خدا نہ کرے وہ دن آئے کہ تم مجھ کو چھوڑ دو اور کہے گا کہ

سر بوقت ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے
کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

مزے جو موت کے عاشق بیاں کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

دیکھئے لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ مصیبت موت ہے۔ اور عاشقوں کے کے نزدیک وہی

موت عاشقوں کے لیے نعمت ہے

موت عجیب دولت ہے کہ اس کی آرزوئیں کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آجاتا ہے تو نہایت خوش ہوتے ہیں چنانچہ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو آٹھوں جنتیں ان کو نظر آئیں آپ نے دیکھ کر مُنہ پھیر لیا اور فرمایا کہ میرا مرتبہ عشق میں آپ کے نزدیک یہی ہے جو مَیں دیکھ رہا ہوں تو مَیں نے اپنا وقت بے کار ہی کھویا یعنی میرا مقصود تو آپ کی ذاتِ پاک ہے اگر آپ نہ ہوتے تو جنت لے کر کیا کروں گا پھر اس کے بعد ان پر اللہ تعالے کا نور ظاہر ہوا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔ سُبحان اللہ اب فرمائیے کہ جب یہ حضرات موت سے بھی پریشاں نہیں ہوتے تو افلاس اور تنگدستی سے تو ان کو کیا پریشانی ہوتی۔

بات اصل میں یہ ہے کہ پریشانی کی ۲ دو وجہ ہُوا کرتی

پریشانی دو وجہ سے ہُوا کرتی ہے

ہیں۔ اوّل تو یہ کہ جس سے اپنا معاملہ ہو اس سے محبت نہ ہو اس وجہ سے پریشانی ہوتی ہے اگر محبت ہو تو پریشانی کسی طرح نہیں ہو سکتی مثلاً اگر محبوب کہے کہ دھوپ میں کھڑے ہو کر دو گھنٹہ مجھ سے باتیں کرو اگر وہ کہے کہ نہیں تو وہ دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے اور اگر سچا ہے تو اس کو وہ ہزار آرام سے بہتر ہے پس معلوم ہوا کہ پریشانی محبت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ دوسری وجہ پریشانی کی یہ ہوتی ہے کہ خلاف امید کے کوئی کام ہو جاوے

کہ سوچا کچھ اور ہو گیا کچھ مثلاً ہم تندرستی چاہتے تھے اور طاعون آ گیا یا تجارت میں نفع چاہتے تھے اور ہوا نہیں یا اولاد چاہتے تھے اور نہ ہوئی تو اس وقت پریشانی ہوگی اور جو شخص اپنے ارادے کو مولا کی رضا مندی میں بالکل مٹا چکا ہو تو یہ پریشانی اس کو نہ ستائے گی۔ حضرت بہلولؒ سے کسی نے کہا کہ اناج بہت مہنگا ہو گیا ہے فرمایا کہ کچھ پروا نہیں ہمارے ذمہ یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور ان کے ذمہ ہے کہ موافق وعدہ کے رزق دیں۔

ایک بزرگ کی توبہ کا قصّہ

ایک بزرگ نے اپنے توبہ کرنے کا قصہ بیان کیا ہے کہ ایک سال قحط بہت تھا مخلوق بہت پریشان تھی اسی حالت میں دیکھا کہ ایک غلام بے فکری سے گاتا ہوا خوش خوش جا رہا ہے اس سے کسی نے پوچھا کہ مخلوق تو پریشان ہو رہی ہے اور تو اس طرح بے فکر ہے اس نے کہا کہ میں بے فکر کیوں نہ ہوں میرے مالک کے یہاں تو دو گاؤں ہیں بس اسی وقت دل پر ایک تیر لگا اور سوچا کہ ارے نفس جس کے مالک کے یہاں دو گاؤں ہیں وہ تو بے فکر ہے اور تیرے مالک کے قبضہ میں تو زمین و آسمان سارا جہان ہے پھر تو کیوں پریشان ہے۔ پس اسی وقت سے اللہ تعالےٰ کی یاد میں مشغول ہو گئے۔

دُنیا دار کسی کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا

آج کل دنیا کمانے اور رات دن اسی دھن میں رہنے کو ترقی اور بلند ہمتی سمجھتے ہیں اور بے فکری اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنے کو کم ہمتی کہتے ہیں اور طرہ یہ کہ اپنے کو قوم کا خیر خواہ بھی بتاتے ہیں جو شخص رات دن نفسانی خواہشوں میں مشغول رہتا ہے اور سوائے دنیا کمانے کے اور کوئی مشغلہ نہیں وہ دوسرے کی خیر خواہی کیا کر

سکتا ہے۔ حقیقت میں خیر خواہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین ہیں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ جو رات دن ان کی فکر میں گھلتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی فکر میں کہ یہ ایمان نہیں لاتے آپ اپنی جان کو ہلاک کر دیں گے یہ آپؐ کی خیر خواہی کی شان ہے۔

حضرت شاہ اسحاق صاحبؒ کی شفقت اور تواضع کا عجیب قصہ

شاہ اسحاق صاحبؒ کا قصہ ہے کہ ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا کہ حضرت فلاں شخص کے نام ایک رقعہ لکھ دیجئے اس سے میرا ایک کام ہے آپ کا رقعہ دیکھنے سے کر دے گا۔ وہ شخص حضرت کا بہت مخالف تھا مگر خوش خلقی سے رقعہ لکھ دیا اس نے جا کر اس شخص کو دیا اس نے اس رقعہ کی بتی بنا کر واپس کر دی اور یہ کہا کہ شاہ صاحب سے کہدینا کہ اس بتی کو اپنے فلاں مقام میں رکھ لو۔ اس شخص نے اسی طرح آکر حضرت سے کہدیا کہ وہ تو یوں کہتا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ بھائی اگر تیرا اس سے کام چلتا تو مجھے ایسا کرنے میں بھی انکار نہ تھا۔ یہ جواب اس شخص نے سُنا تو اس کو سُن کر تڑپ گیا اور اس قدر اس پر اثر پڑا کہ اس نے شاہ صاحبؒ کی خدمت میں آکر معافی چاہی اور اس کو ہدایت ہوگئی دس برس کے مجاہدہ میں بھی وہ بات نہ ہوتی جو شاہ صاحبؒ کے ایک کلمہ میں ہوگئی۔ اب بتلائیے کہ ایسی خیر خواہی اور نفع رسانی آج کل کس میں ہے آج کل ترقی کا دم بھرنے والے اس کو کم ہمتی کہتے ہیں۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ تم کہاں سے کھاتے ہو انہوں نے فرمایا کہ یہ دنیا اللہ کا گھر ہے اور ہم اس کے مہمان ہیں اور حدیث میں ہے کہ مہمانی تین دن کرنی چاہیے اور اللہ کے نزدیک ایک دن ایک ہزار برس کا ہے پس تین ہزار برس تک تو اللہ تعالےٰ کے یہاں دعوت ہے

پھر اس کے بعد آن کر پوچھنا کہ کہاں سے کھاتے ہو۔

میرا مطلب ان حکایات سے یہ نہیں ہے کہ روپیہ نہ کماؤ اور جاگیر اور گھر لُٹا دو بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس میں کھپ مت جاؤ بلکہ ضرورت پر نظر رکھو اور ایسی عادتیں ڈالو جیسے کہ بزرگوں میں تھیں اور مال جمع کرنے کو میں منع نہیں کرتا بلکہ بعض بزرگ روپیہ بہت رکھتے تھے مگر وہ اپنے نفس کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچانے کی غرض سے جیسے کہ خزانچی اور تحصیلدار ہوتا ہے یہ حضرات بھی اسی طرح سے روپیہ رکھتے ہیں اور بغیر اجازت خداوندی کے کچھ خرچ نہیں کرتے جیسے سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت دی گئی اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلافت ملی اور یوسف علیہ السلام کو مصر کی بادشاہی ملی لیکن حالت کیا تھی کہ جب مصر میں قحط پڑا تو یوسف علیہ السلام پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتے تھے اور بزرگوں میں بھی کوئی اچھا کھاتا پہنتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالےٰ ہی کی رضامندی کے لیے مثلاً ایک شخص ہے اس کو یہ معلوم ہوا کہ مجھے مخلوق کو ہدایت کرنا ہو گی اس لیے اس نے وعظ کا اور پڑھانے کا سلسلہ جاری کیا سو اگر وہ گھی دودھ اور طاقتور غذاؤں کا کھانا چھوڑ دے تو دماغ میں خشکی آوے گی اور کچھ کام اس سے نہ ہو سکے گا اور اگر دماغ کی حفاظت کرے گا تو سب کام ہو سکیں گے یہ نفس بطور مزدور کے ہے اور یہ دماغ سرکاری مشین ہے اگر اس کو مزدوری ملتی رہی اور مرمت ہوتی رہے تو کام دیتا رہے گا۔

نفس کو آرام دیا جاوے تو اس سے دین کا کام لینے کے لیے

پس اگر نفس کی خدمت کی جائے تو سرکاری کام لینے کی غرض سے کی جائے نہ کہ صرف آرام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور

فرماتے ہیں کہ قوی مسلمان کمزور مسلمان سے بہتر ہے۔ یہ سب کچھ جب ہے جب کہ نفس کو آرام دے کر اس سے دین کا کام لو اور بعض بزرگوں کے متعلق یہ کام نہیں ہوتا انہیں اپنے ہی نفس کے درست کرنے کی فکر ہوتی ہے اس وجہ سے وہ اچھا کھانا پہننا نہیں اختیار کرتے بلکہ کسی قسم کی بدنامی سے بھی نہیں ڈرتے انہیں اپنے کام سے کام ہوتا ہے دوسروں سے کچھ غرض نہیں ہوتی۔ غرض اولیاء اللہ مختلف رنگ کے ہوئے ہیں۔ یہ سرکاری گلدستہ ہے کہ اس میں گلاب بھی ہے چنبیلی بھی ہے۔ حاصل یہ کہ جس کی ایسی حالت ہو انصاف کیجئے کہ اس کو کیا کبھی پریشانی ہو سکتی ہے ہرگز نہیں وہ تو ہر وقت چین سے رہے گا اگر کوئی کہے کہ ہم نے انبیاء کی حکایتیں سنی ہیں کہ ان کو غم ہوتے ہیں یعقوب علیہ السلام ایک مدت تک یوسف علیہ السلام کی جدائی میں رنجیدہ اور غمگین رہے ایوب علیہ السلام نے سخت مصیبتیں اٹھائیں یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے بڑی بڑی تکلیفیں سہیں جواب یہ ہے کہ ان حضرات کو تکلیفیں ہوئیں لیکن پریشانی نہیں ہوئی غم اور چیز ہے اور پریشانی اور چیز کیونکہ غم بزرگی کے خلاف نہیں ہے بلکہ اکثر بزرگوں کو ہوا کرتا ہے جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تو حضرتؐ کو بہت رنج ہوا پس حضورؐ نے اللہ تعالے کا بھی حق ادا کیا اور اولاد کا بھی کیونکہ صبر کرکے اللہ تعالے کا حق ادا کیا اور رنج کرکے اولاد کا پس اللہ والوں کو جو رنج دیا جاتا اس میں یہی مصلحت ہوتی ہے کہ صبر کا ثواب حاصل کریں اس لیے کہ صبر بدون رنج کے ہو نہیں سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان حضرات کو خواہ مصیبت ہو رنج ہو فقر و فاقہ ہو یہ ہر وقت خوش ہیں۔ دیکھئے اگر کچھ مرض ہوتا ہے تو اس سے اچھے ہونے کے لیے کڑوی دوائیں خوشی خوشی پی جاتی ہیں حالانکہ کڑوی دوا طبیعت کے خلاف ہوتی ہے مگر تندرستی کے خیال سے اس میں بھی ایک قسم کی خوشی ہوتی ہے کہ

اب مرض جاتا رہے گا اسی طرح ان حضرات کو چونکہ اللہ پاک کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس لیے ان کی ملاقات کے انتظار میں سب تکلیفیں خوشی سے جھیلتے ہیں دُنیا میں دیکھ لیجئے کہ اگر کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے اور یہ معلوم ہو کہ فلاں وقت وہ ہم سے ملے گا تو اس وقت کے انتظار میں سب بلائیں جھیلنی اس کو آسان ہوتی ہیں یہ انتظار کہ اللہ تعالےٰ ہم سے خوشی ہوں گے یا اس وقت ہم سے خوش ہیں اس کی ایسی خوشی ہوتی ہے کہ سب مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں یہ سب محبت کی برکت ہے۔

بزرگوں کے حال جُدا جُدا ہیں

غرض انبیاءؑ اور صحابہؓ اور اولیاء اللہ میں بھی ہر ایک کا جُدا رنگ ہے اوران کے لیے وہی رنگ مناسب ہے بعضے روپیہ پیسہ سے اس لیے گھبراتے ہیں کہ میاں کون جھگڑے میں پڑے ہم سے حقوق ادا نہ ہوں گے زکوٰۃ صدقہ فطر قربانی وغیرہ وغیرہ سیکڑوں حق ہیں یہ بڑا قصہ ہے ایسے لوگوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہوتا ہے کہ ان کو کچھ نہیں دیتے اور ہمیشہ وہ مفلس رہتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم ادھمؒ کہ انھوں نے بادشاہت چھوڑ دی۔

شاہ ابوالمعالی صاحبؒ کا عجیب قصّہ

اور جیسے کہ حضرت شاہ ابوالمعالی صاحبؒ کہ ہمیشہ فقر و فاقہ میں گذر ہوتی تھی ایک روز کا قصہ ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے یہاں ان کے پیر و مرشد تشریف لائے حضرت مکان پر تشریف نہ رکھتے تھے آپ کی بی بی تھیں انہوں نے بہت تعظیم سے پیر کو ٹھہرایا لیکن موافق عادت کے حضرت شاہ صاحب کے یہاں اس روز بھی کچھ کھانے پینے کو نہ تھا بی بی نے پڑوس میں سے آٹا اُدھار مانگنے کے لیے خادمہ کو بھیجا پڑوسیوں نے ادھار بھی نہ دیا کہ ان کو اُدھار

دے کر کہاں سے لیں گے۔ پیر صاحب خادمہ کو برابر آتا جاتا دیکھ کر عقل مندی سے سمجھ گئے پوچھا کہ کس فکر میں ہو بی بی نے سمجھا کہ ان سے کیا چھپانا واقعی یہ حضرت خدا کے نائب ہوتے ہیں ان سے اپنا کوئی حال نہ چھپانا چاہیے بی بی نے صاف کہہ دیا کہ حضرت آج ہمارے یہاں کچھ نہیں ہے پیر صاحب نے ایک روپیہ دیا اور فرمایا کہ اس روپیہ کا اناج لاؤ اور ہمارے پاس لانا چنانچہ غلہ حضرت پیر و مرشد کے پاس لایا گیا حضرت نے ایک تعویذ لکھ کر غلہ میں دبا دیا اور فرمایا کہ اس تعویذ کو مت نکالنا۔ پیر صاحب تو رخصت ہوئے اب روز مرّہ اس میں سے غلہ نکالا جاتا تھا اور وہ کم نہ ہوتا تھا۔ کئی روز ہو گئے کہ صبح و شام کھانا ملنے لگا یہ دیکھ کر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہائیں یہ کیا بات ہے کہ کئی روز ہو گئے کوئی فاقہ نہیں ہوا۔ بی بی نے کہا کہ پیر صاحب تعویذ دے گئے تھے اس کی برکت ہے فرمایا ہم فاقہ کسی مجبوری سے نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیں فاقہ ہی پسند ہے۔ لیکن گھبراتے کہ تعویذ اگر نکالے لیتا ہوں تو پیر کے تعویذ کی بے ادبی ہے اور اگر نہیں نکالتا تو فاقہ ہاتھ سے جاتا ہے آپ نے سوچ سمجھ کر فرمایا کہ اناج میرے پاس لاؤ آپ کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا کہ میں اپنے پیر کے تعویذ کو اپنے سر پر باندھوں گا تاکہ میرے اندر برکت ہو اناج سے زیادہ حق میرا ہے اناج کو کیا حق ہے کہ میرے پیر کا تعویذ اس میں رہے پس آپ نے تعویذ نکال کر تو اپنے سر پر باندھا اور اناج کے لیے حکم دیا کہ غریبوں کو بانٹ دو شام کو پھر فاقہ ہوا۔ آپ نے اللہ کا شکر کیا اور بعضوں کو جانتے ہیں کہ اگر ان کو نہ ملے گا تو پریشان ہوں گے یا جانتے ہیں کہ یہ مال کے حق ادا کر سکیں گے تو ان کو خوب دیتے ہیں غرض کہ سب اللہ والوں کا حال ایک سا نہیں مگر جو جس حال میں ہے اس میں خوش ہے۔

بزرگی حاصل کرنا آسان ہے مگر اس میں عوام کی غلط فہمی

مگر ہاں کوئی یہ نہ سمجھنے کہ یہ مرتبہ کس کو حاصل ہو سکتا ہے ہم لوگ تو دنیا دار ہیں سیکڑوں طرح کے جھگڑے ہمارے پیچھے لگے ہوتے ہیں یہ شیطانی خیال ہے یوں سمجھ رکھا ہے کہ جب تک تمام کاروبار دنیا کے چھوڑ کر حجرہ میں بیٹھ کر تسبیح نہ ہلا دیں اس وقت تک مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ ہر شخص کے لیے جدا گانہ طریق ہے اگر اس مقام پر ہر ایک کی تفصیل بیان کیجاوے تو اس کے لیے بڑا وقت چاہیے اور پھر بھی پورا بیان نہیں ہو سکتا۔

اعمال کی درستی کی نہایت مختصر اور عمدہ ترکیب

ایک مختصر سی بات بتلاتا ہوں اور جھگڑے کی بات بالکل نہیں بتلاتا وہ یہ کہ پیر کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بے فکر ہو جاؤ اور اپنے کو بالکل اس کی سپرد کر دو اور اپنی رائے کو ہرگز دخل نہ دو جو طریقہ وہ بتائے اس پر عمل کرو خدا نے چاہا تو ضرور کامیاب ہو گے۔ ایک چیونٹی کو آرزو تھی کہ خانہ کعبہ پہنچے لیکن اپنی عاجزی اور کمزوری کو دیکھ کر نا امید ہو گئی تھی اتفاقیہ جس جنگل میں تھی وہیں پر کعبہ شریف کا کبوتر آ گیا وہ چیونٹی اس کے پاؤں کو لپٹ گئی کبوتر اڑ کر کعبہ شریف میں جا پہنچا چیونٹی نے جو آنکھ کھولی تو دیکھا کہ خانہ کعبہ سامنے ہے۔ تو صاحبو! اسی طرح ہم اگرچہ ضعیف ہیں لیکن بزرگوں کا دامن اگر پکڑ لیں گے تو ہرگز محروم نہ رہیں گے اسی واسطے تو اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ کونوا مع[1] الصادقین۔ یعنی رہو تم سچوں کے ساتھ۔ بس اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اب دعا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے توفیق عطا فرماویں۔

[1] اس میں ان کی پیروی کرنی بھی شامل ہو گئی ۱۲ منہ

تمہاری قوم کی تو ہے بِنا ہی دین و ایماں پر

تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیلِ قرآں پر

تمہاری فتحیابی منحصر ہے فضلِ یزداں پر

نہ قوّت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ ساماں پر

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

کیا نتیجہ ہو گا کیونکر ہو گا یہ اوہام چھوڑ
کام کر اور جس کا ہے کام اس پہ تو انجام چھوڑ
اجر لے ناکام ہو کر بھی نہ رب کا کام چھوڑ
وقت میں جدّ و جہد کر راحت و آرام چھوڑ

مجذوب رحمتہ اللہ علیہ

Designed by (Angles Communications) Khawaja Afzal